مصنف

مفسر اعظم پاکستان، سند المحدثین، امام الوقت، فقیہ العصر، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

باھتمام

محمد یاسر الحق اُویسی، محمد عظیم اُویسی

﴿ناشر﴾

بزمِ فیضانِ اُویسیہ (باب المدینہ) کراچی

M-125 اُویسی کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر ٹاور کراچی

فون: 0322-8621281-82-83-84-85

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحبّ للّٰہ البغض للّٰہ

دوستی اللہ کے لئے، دشمنی اللہ کے لئے

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

سعادتِ نشر

بزمِ فیضانِ اُویسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ o (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۲۸)

ترجمہ: مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔

شان نزول:

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ نے جنگ احزاب کے دن حضور ﷺ سے عرض کیا کہ پانچ سو یہودی میرے ہمدرد اور حلیف ہیں میں چاہتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور خدا اور رسول عزوجل و ﷺ کے دشمنوں کو دوست و مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی اور اُنہیں رازدار بنانا اور ان سے دوستی و محبت کرنا ناجائز قرار دیا گیا۔ ہاں اگر جان و مال کے نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں صرف ظاہری برتاؤ کرنا جائز ہے۔ (اسباب النزول للواحدی)

دوسری جگہ فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ o (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

شانِ نزول

جب مسلمانوں کو کافروں سے ترک محبت کا حکم دیا گیا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آدمی اپنے باپ، بھائی اور رشتہ دار وغیرہ سے تعلق ختم کردے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ کافروں سے دوستی و محبت جائز نہیں چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو۔ چنانچہ آگے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٱقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى

يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ o (پارہ ۱۰،سورۃ التوبہ،ایت ۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اپنے دین وایمان کو بچانے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا مسلمانوں پر لازم ہے اور اللہ اور اس کے رسول پیارے مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کے مقابلہ میں دنیا کے تعلقات کی پرواہ کرنے والا فاسق ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا اور رسول عزوجل و ﷺ کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر فرمایا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o (پارہ ۲۸،سورۃ المجادلہ،ایت ۲۲)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

معلوم ہوا کہ مومن کی یہ شان ہی نہیں اور اس کا ایمان یہ گوارا ہی نہیں کرسکتا کہ خدا اور رسول کے دشمنوں، بددینوں، بد مذہبوں اور خدا اور رسول عزوجل و ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے محبت کرے اور خواہ وہ دشمن رسول اس مومن کا باپ دادا ہی کیوں نہ ہو۔اور جس میں یہ صفت پائی جائے گی اللہ تعالیٰ اسے سات نعمتوں سے نوازے گا۔

۱) اللہ تعالیٰ ایمان کو دل میں نقش کردے گا۔

۲) اس میں ایمان پر خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا مٹتا نہیں ہے۔

۳) اللہ تعالیٰ روح القدس سے مدد فرمائے گا۔

۴) ہمیشہ کے لئے ایسی جنتوں میں جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

۵) اللہ والا ہوجائے گا۔

۶) منہ مانگی مُرادیں پائے گا۔

۷) اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور بندے کے لئے اللہ کی رضا بس ہے۔

چنانچہ ایمان کی یہ شان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ملاحظہ ہو۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ جراح کو جنگ اُحد میں قتل کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مقابلہ کے لئے بلایا لیکن حضور ﷺ نے اُنہیں اجازت نہ دی۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جنگ بدر میں قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب وحمزہ وابوعبیدہ رضی اللہ عنہم نے ربیعہ کے لڑکوں عتبہ، شیبہ اور ولید بن عقبہ کو جنگ بدر میں قتل کر دیا جو اُن کے رشتہ دار تھے۔

افسوس آج کل کے مسلمان کہلانے والے اپنے مرتد اور بے دین رشتہ داروں اور دوستوں سے قطع تعلق کرنے سے بھی مجبوری ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، ایت ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

شانِ نزول:

صحابی رسول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہودی میرے بہت دوست ہیں جو بڑی شان وشوکت والے ہیں۔ لیکن اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اللہ ورسول کے سوا میرے دل میں کسی کی محبت کی گنجائش نہیں اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں یہود کی دوستی ختم نہیں کرسکتا اس لئے مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے۔ مجھے ان کے ساتھ رسم وراہ رکھنی ضرور ہے تاکہ وقت آنے پر وہ ہماری مدد کریں تو

حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا یہ کام نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما کر بتادیا کہ یہود و نصاریٰ سے محبت و دوستی قائم رکھنا مسلمانوں کی شان نہیں۔

(تفسیر صادی، جلد اول، صفحہ ۲۵۱)

افسوس آج بھی اسی عبداللہ بن ابی کی طرح عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم بے دینوں، بد مذہبوں اور خدا و رسول کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے دوستی و محبت نہ قائم رکھیں اور ان سے نفرت کریں تو ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے مگر یہ عذر ان کے نفس کا دھوکہ ہے۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے اپنا منشی نصرانی رکھ لیا ہے حالانکہ تم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیئے کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، ایت ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔

انہوں نے عرض کیا نصرانی کا دین اس کے ساتھ ہے مجھے تو اس کے لکھنے پڑھنے سے غرض ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت نہ دو اللہ نے اُنہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بغیر اس کے بصرہ کی حکومت کا کام چلانا دشوار ہے میں نے مجبوراً اس کو رکھ لیا ہے کیونکہ اس قابلیت کا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا۔ اس پر امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نصرانی مر جائے تو کیا کرو گے جو انتظام اُس وقت کرو گے وہ اب کرلو اور اس دشمن اسلام سے کام لے کر اس کی عزت ہرگز نہ بڑھاؤ۔ (تفسیر خزائن العرفان)

کفار سے دوستی و محبت چونکہ مرتد اور بے دین ہونے کا سبب ہے اس لئے اس کی ممانعت کے بعد فرمایا۔ اب بھی بعض لوگ بد مذہبوں کو اپنے کاروبار میں منشی مختار کار رکھ کر یہی عذر کرتے ہیں میں وہی عرض کرتا ہوں جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ وہی عرض کرتا ہوں جو تمام کائنات کا خالق فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، ایت ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے

پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں میں بعض لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ ان کا محبوب ہوگا اور ان کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ مسلمانوں کے لئے نرم ہوں گے لیکن کافروں اور مرتدوں کے لئے سخت رہیں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں ہتھیار، قلم اور زبان سے لڑیں گے مگر دنیادار انہیں فسادی اور جھگڑالو سمجھے گا۔ گالیاں دے گا اور بُرا بھلا کہے گا لیکن انہیں اس کا کوئی غم نہ ہوگا وہ بلاخوف لَوْمَۃَ لائم اعلاء کلمۃ الحق کے فرمان کی پاسداری کرتے ہی رہیں گے۔

نوٹ:

موجودہ زمانہ میں ان علامتوں کے مصداق وہی علماء ہیں جو بدمذہبوں کا کھلم کھلا رد کرتے ہیں اور لوگوں کی ملامت اور لعن طعن کو خاطر میں نہیں لاتے اور دور حاضرہ میں تمام بدمذاہب سے دیوبندی، وہابی مذہب بہت زیادہ خطرناک ہے یہی لوگ ہر طرح کا بھیس بدل کر عوام کو بہکاتے ہیں۔ ان کو اندر سے دیکھا جائے تو حضور ﷺ کے بدترین دشمن ہیں اور ان کی عداوت و دشمنی کا بین ثبوت ان کی تحریریں ہیں اور آپ سامعین حضرات ان تحریروں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے دشمن کا حکم یوں نازل فرمایا ہے۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ o هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ o مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ o عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ o

(پارہ ۲۹، سورۃ القلم، ایت ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل۔ بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔ درشت خو اس سب پر طُرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

شان نزول:

ولید بن مغیرہ نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی یعنی مجنوں کہا جس سے حضور ﷺ کو دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے چند آیات مبارکہ نازل فرما کر حضور ﷺ کو تسلی و تشفی دی اور آیات مذکورہ بالا میں اس گستاخی کے نو عیبوں کو بیان فرمایا حتی کہ یہ بھی ظاہر کردیا کہ اس کی اصل ولد الحرام ہے۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد

(ﷺ) نے میرے میں نو باتیں بیان کیں ہیں ان میں آٹھ کو تو میں جانتا ہوں لیکن نویں بات یعنی میری اصل میں خطا ہونا تجھی کو معلوم ہوگا تو مجھے سچ سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا۔اس کی ماں نے جواب دیا کہ ہاں تیرا باپ نامرد تھا مجھے فکر ہوئی کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال دوسرے لوگ لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا اور تو اسی کے نطفہ سے ہے۔ (تفسیر صاوی، جلد۴، صفحہ۱۹۸، واحدی وغیرہ)

اسی تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو بُرا بھلا کہنا اور اس کے عیبوں کو کھلم کھلا بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے اور گستاخ و بے ادب کون ہے قرآن سے پوچھئے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ، ایت ۷۴)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔

شانِ نزول:

ابن جریر وطبرانی وابوالشیخ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک درخت کے سایہ میں آرام فرمارہے تھے تو ارشاد فرمایا عنقریب ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات ہرگز نہ کرنا تھوڑی دیر بعد ایک کونجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔رسول اللہ ﷺ نے اسے بلاکر فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی کس بات پر میری شان میں گستاخی کا لفظ بولتے ہو؟ وہ گیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہیں کہا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اُنہوں نے گستاخی نہیں کی ہے اور بے شک وہ ضرور کفر کا لفظ بولتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا لفظ بولنے والا کافر ہے اور ایسے شخص کو کافر کہنا سنت الٰہیہ ہے۔چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ، ایت ۶۵،۶۶)

ترجمہ: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر۔

شانِ نزول:

ابن ابی شیبہ وابن المنذ روابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد شاگرد خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی وہ اس کو تلاش کرر ہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر منافق نے کہا کہ محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے حالانکہ ان کو غیب کی کیا خبر؟ حضور نے اس منافق کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے کہا ہم تو ایسے ہی ہنسی مذاق کرر ہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (ترجمہ) کہ اللہ اور رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہوگئے۔

(تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر، جلد دہم، صفحہ ۱۰۵، وتفسیر درمنشور امام جلال الدین سیوطی)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ لفظ بولنا کہ ان کو غیب کی کیا خبر؟ یا لکھنا جیسا کہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۷۵ پر رسول کو غیب کی کیا خبر کفر ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول

جب حضور ﷺ صحابہ کرام کو کچھ وعظ ونصیحت فرماتے تو وہ لوگ درمیان کلام میں کبھی کبھی عرض کرتے رَاعِنَا یارسول اللہ ﷺ یعنی یارسول اللہ ﷺ ہماری رعایت فرمایئے یعنی اپنی گفتگو کو دوبارہ فرما دیجیے تاکہ ہم لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور یہود کی لغت میں لفظ راعنا بے ادبی کے معنی رکھتا تھا۔ یہودیوں نے اس لفظ کو گستاخی کی نیت سے کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہودیوں کی زبان جانتے تھے ایک دن یہ کلمہ آپ نے ان کی زبان سے سن کر فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ لفظ سُنا تو ان کی گردن ماردوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ آپ تو ہم پر ناراض ہوتے ہیں حالانکہ مسلمان بھی یہی لفظ بولتے ہیں۔ یہودیوں کے اس جواب پر آپ رنجیدہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہی ہورہے تھے کہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں رَاعِنَا کہنے سے لوگوں کو روک دیا اور اس معنی کا دوسرا لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا۔ (تفسیر صاوی، جلد ۱، صفحہ ۴۷)

ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کی جناب میں ادب کے کلمات بولنا فرض ہے اور جس لفظ میں بے ادبی کا شائبہ ہو وہ ہرگز زبان پر نہیں لاسکتے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا کافر ہے چاہے وہ صبح و شام کلمہ طیبہ کی رٹ ہی کیوں نہ لگاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کا ادب نصیب فرمائے۔ (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین